Urdu Research Journal
International refereed journal for Urdu
ISSN: 2348-3687, Vol. 3, Issue: 10th
Available on: www.urdulinks.com/urj

Topic: Rajindr Singh bedi aur... By Mohd Tauseef, Delhi, India

راجندر سنگھ بیدی اور ایک چادر میلی سی

محمد توصیف
ریسرچ اسکالر، شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی

راجندر سنگھ بیدی بنیادی طور پر ترقی پسند افسانہ نگار ہیں۔ کرشن چندر، منٹو، عصمت چغتائی جیسے مشہور افسانہ نگاروں میں بیدی کا شمار ہوتا ہے۔ بیدی افسانہ نگاروں کی فہرست میں تو پیش پیش نظر آتے ہیں لیکن ناول نگار کی حیثیت سے دیکھا جائے تو بیدی کو وہ عزت اور مقبولیت حاصل نہیں ہو پائی جو افسانہ نگاری کے میدان میں حاصل ہوتی ہے۔اس کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ بیدی کہ ناول ''ایک چادر میلی سی'' کے بارے میں اردو ادب کے ناقدین کی مختلف رائے تھی۔ کسی نے اسے ناول کا درجہ دیا تو کسی نے اس کو ناولٹ کے نام سے پکارا اور کسی نے اسے طویل افسانے میں شمار کیا۔اس کی ایک خاص وجہ ناول کے اصول وتراکیب بھی تھے۔لہٰذا ''ایک چادر میلی سی '' کو الگ الگ ناموں سے پہچانا جانے لگا۔

دراصل ناول کا کینوس وسیع ہوتا ہے اور اس میں کرداروں کی کوئی قید نہیں ہوتی۔اور زندگی کے زیادہ تر سماجی مسائل کو ناول کے اندر پیش کیا جاتا ہے۔ناول کی بنسبت ناولٹ موضوعاتی اعتبار سے چھوٹا ہوتا ہے۔جس میں مخصوص مواد اور خاص کرداروں کی مدد سے ناولٹ کی نقاشی کی جاتی ہے۔جس کی وجہ سے ناول ناولٹ اور افسانے کی درمیانی شکل اختیار کرلیتا ہے۔راجندر سنگھ بیدی کے ناول ایک چادر میلی سی کے بارے میں پروفیسر قمر رئیس اپنی کتاب '' اردو میں بیسویں صدی کا افسانوی ادب میں لکھتے ہیں

''بہت سے افسانہ نگاروں کی کہانیاں طویل تر ہو کر ناولٹ بنتی نظر آتی ہیں۔مثال کے طور پر راجندر سنگھ بیدی کا'' ایک چادر میلی سی''بلونت سنگھ کا'' ایک معمولی لڑکی''، جیلانی بانو کا'' جگنو اور ستارے'' سہیل عظیم آبادی کا'' بے جڑکے پودے'' قراۃ العین حیدر کا'' ہاؤسنگ سوسائٹی'' اور جوگیندر پال کا'' بیانات''۔

بیدی ایک فنکارانہ حیثیت کے حامل تھے۔ان کا تخلیقی دائرہ بہت وسیع تھا۔وہ کرشن چندر کی طرح کسی مخصوص خطے کی گردش نہیں کرتے۔اور نہ ہی منٹو کی طرح نسوانی فحش نگاری کے قائل تھے۔عصمت چغتائی بھی بس عورتوں پر ہو رہے مظالم اور استحصالِ حقوق کی آئینہ دار نظر آتی ہیں۔لیکن بیدی کی تخلیقی قوت تخلیق کا ئنات میں ارتقائی کیفیت پیدا کرتی ہے۔اور تغیری عناصر کو واضح بھی کرتی ہے۔بیدی کی کہانیوں میں جنس اور حقیقت کے لوازمات بنیادی عنصر تھے۔بیدی منٹو کی طرح برہنگی اختیار نہیں کرتے بلکہ سماجی ناانصافیوں، محرومیوں اور ظلم و ستم کے پس پشت جذبوں کو منظرِ عام پر لاتے ہیں۔وہ تمام تر حالات کا تجزیہ بھی کرتے ہیں جس کی وجہ سے بیدی کی فنکارانہ شخصیت عظیم تر ہو جاتی ہے۔بیدی نے اپنے ناول ایک چادر میلی سی میں حقیقت نگاری سے کام کیا ہے۔جس کی وجہ سے پنجاب کے دیہات کی تہذیبی اور ثقافتی صورتِ حال ابھر کر سامنے آتی ہے جس سے قاری کا ذہن بھی متاثر ہو جاتا ہے۔

''ایک چادر میلی سی'' راجندر سنگھ بیدی کا اول اور آخر ناول ہے۔یہ ناول پنجاب کے دیہات کے پس ماندہ معاشرے اور سنگھ گھرانے کے معاشی حالات کی نشاندہی کرتا ہے۔پورا ناول پنجاب کے کوٹلہ گاؤں کے تانگے والے کی بیوی رانو پر محیط ہے۔رانو ایک چادر میلی سی کا مرکزی کردار ہے۔اس کا ایک دیور ہے جسے وہ اپنی اولاد کی طرح چاہتی ہے۔وہ تین بچوں کی ماں بھی ہے۔رانو کے ساس سسر بھی ہیں۔پریشانی کا سبب یہ ہے کہ رانو کا میاں تلوکا کو شراب کی لت ہے اور شراب کے نشے میں بیوی اور گھر والوں سے مار پیٹ بھی کرتا ہے۔رانو پر ستم بالائے ستم ڈھاتا ہے۔تلوکا ایک بداخلاق کردار ہے۔وہ بھولی بھالی لڑکیوں کو ساہوکاروں اور زمینداروں کے پاس لے جاتا ہے۔ان ہی بدکاموں کی وجہ سے ایک دن تلوکا کا قتل ہو جاتا ہے اور رانو بیوہ ہو جاتی ہے۔''

بیوہ عورت کو ہندوستانی سماج کی نظروں میں بہت خراب سمجھا جاتا ہے۔راجندر سنگھ بیدی نے ایسی ہی صورتِ حال کو اپنے ناول ایک چادر میلی سی کا موضوع بنایا ہے۔حد تو یہ ہوتی ہے کہ پھر اسی کے دیور منگل سے شادی کرنے کی تجویز رکھی جاتی ہے۔وہ منگل جس کو رانو نے اپنی اولاد کی طرح پالا تھا۔اب اسی منگل کو رانو اپنے شوہر کے طور پر کس طرح قبول کرے؟ یہ میلی سی چادر اوڑھنا رانو کی مجبوری بن جاتی ہے۔یہ میلی چادر ظاہری طور پر حفاظت کی علامت ہے۔رانو وقت اور حالات کے ساتھ خود کو ڈھال لیتی ہے اور پھر وہ مجبوراً منگل کو اپنا شوہر تسلیم کر لیتی ہے۔رانو کا کردار

صبر و تحمل کی عمدہ مثال ہے۔ جس میں جوش وجذبہ بھی ہے اور غصے کے ساتھ محبت کی چاشنی بھی ہے۔ رانو ایک ماں بیوی بہو یا یوں کہو کہ ایک مکمل عورت کی شکل میں ابھر کر سامنے آتی ہے۔ ان تمام تر خوبیوں کی ملی جلی کیفیت اور نفسیات کو بیدی نے بہت ہی دلکش انداز میں پیش کیا ہے۔

بیدی کی کہانیوں میں پلاٹ کتنے ہی قسم کا کیوں نہ ہو مگر ان کے کرداروں میں عورت کا کردار مقرر کر دیا گیا ہے جیسے ایک چادر میلی سی کی رانو لاجونتی کی لاجو اور اپنے دکھ مجھے دے دو کی اندو ایک امر کردار کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد وہ عورت کے کسی بھی پہلو کو اپنی کہانی کا موضوع بنا سکتے ہیں۔ بیدی نے رانو کے کردار کو اتنا حقیقی بنا کر پیش کیا ہے کہ اگر ہم اس کردار کو ناول " امراؤ جان " اور گئو دان " کی دھنیا سے ملا کر دیکھیں تو بے جا نہ ہوگا۔ رانو کا کردار اتنا امر ہو جاتا ہے کہ ایک جگہ شمیم نکہت لکھتی ہیں۔

"اس میں ہندوستانی عورتوں کی ساری امنگوں اور آرزومندیوں کو مجسم کر دیا ہے۔ پھر اسے مردوں کی بنائی ہوئی ایک ایسی جہنم میں چھوڑ دیا ہے جسے سماج کہتے ہیں۔ پسماندگی، جہالت اور عسرت کو خاموشی سے رہنے والا جو اپنی ذلت و محرومیوں کا انتقام اس عورت سے لینے آیا ہے جو جنتی ہے۔ جس کے دل میں ایثار ہے۔ ہمدردی اور محبت کی موجیں اس طرح امنڈتی ہیں کہ بے کنار سمندر بھی پناہ مانگتا ہے جو اس دھرتی پر قدرت کی سب سے حسین تخلیق ہے۔"

بیدی اپنی کہانیوں کو پریم چند کی طرح ساہوکاروں کے جبراً استحصال اور مظالم کی حدوں تک محدود کر سکتے تھے۔ مگر بیدی کی نظروں میں ظلم محض ظلم ہے پھر چاہے وہ کسی بھی درجے کا ہو یا کسی بھی شکل میں۔ وہ ان تمام تر پریشانیوں سے نجات دلانے کی راہیں ہموار کرتے ہیں ان کی ہر تخلیق میں راستہ بے معنی پوشیدہ ہوتا ہے۔ بیدی افسانہ نگار ہوں یا ناول کے تخلیق کار، ان کی ان ہی تخلیقی کاوشوں کو پڑھ کر کرشن چندر نے بیدی سے کہا تھا کہ " تم نہیں جانتے کہ تم نے کیا لکھ ڈالا۔" اور خوشونت سنگھ بھی اس ناول " ایک چادر میلی سی " سے اتنا متاثر ہوئے کہ اس کا انگریزی میں "Take thsi woman" کے نام سے ترجمہ کر دیا۔

بیدی کے تخلیقی زاویے انسان کے ذہنی رویوں اور ان کی باطنی کشمکش سے الگ نہیں ہوتے۔ بلکہ ان حالات وجذبات کو ایک چادر میلی سی کی بنیاد بنا لیتے ہیں۔ ہمیں ناولٹ ایک چادر میلی سی میں وہ سب کچھ حاصل ہوتا ہے جو بیدی کے فن کی ساخت ہے۔ معاشرت، فطرت اور ماحول سے پریشان لوگ رشتوں کی پاکیزگی، ان رشتوں کی عزت اور اہمیت اور پھر ان ہی رشتوں کی بے قدری، حد درجہ کی غریبی اور پھر ساہوکاروں اور امیروں کے ہاتھوں غریبوں کا استحصال، غریبوں کے ہاتھوں بھی غریبوں کی بے حرمتی قتل وغارت گری، دھوکہ اور مکاری وغیرہ راجندر سنگھ بیدی کی کہانیوں میں نمایاں طور پر اجاگر ہوتے ہیں۔ بیدی کی تخلیقی کاوش بے مثال اور یکتائے اثر نظر آتی ہے۔ ان میں اعلی سطحی تخلیق بھی موجود لیکن کہیں کہیں خامیاں بھی کثرت سے نظر آتی ہیں۔ ناول ایک چادر میلی سی دراصل خلافِ قائدہ اور خلاف معمول ہوتا نظر آتا ہے۔ بیدی کی بیشتر تخلیقوں میں بہت سے کردار، موضوعات، تخیل، نئے تجربات اور نظریاتی زاویہ بے معنی ہو جاتے ہیں۔ ایک چادر میلی سی میں بھی بیدی نے بہت سی کمیوں کو نظر انداز کیا ہے۔ مثلاً رانو کی اولاد جیسے دیور منگل سے شادی سماج اور رشتوں کے خلاف نظر آتا ہے۔ ہندوستانی سماج اور مذاہب میں اکثر ایسا ہوتا نظر آیا ہے مگر بیدی ناول " ایک چادر میلی سی " کے ابتدائی دور میں رشتوں میں شدید چاشنی پیدا کر دیتے ہیں۔ پھر ان رشتوں میں بے ثباتی یا تغیر پزیری کی کوئی جگہ باقی نہیں رہ جاتی ۔ بیدی کی جدت نگاری کہیں کہیں کمزور نظر آتی ہے۔ وہ جدت نگاری کی دلدل میں پھنس کر ممتا کے رشتے، محبت وجذبات، فکر وفن کو بالائے طاق رکھ کر ان تمام رشتوں کو نئے زاویہ نظر سے دیکھنے کی ایک کمزور اور بے مزہ کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ کئی جگہ کرداروں کو غیر حاضر بنا دیتے ہیں۔ پورے ناول میں تلوکا کا قاتل منتشر خیالی نظر آتا ہے ۔ مگر آخر میں رانو اپنی بڑی بیٹی کی شادی اپنے شوہر کے قاتل سے کرانے پر کس طرح راضی ہوتی ہے؟ یہ شادی کن حالات میں ہوتی ہے؟ ان تمام تر پہلوؤں پر راجندر سنگھ بیدی خاموش نظر آتے ہیں۔

جہاں تک رانو کے کردار کا سوال ہے تو وہ ایک مکمل ہندوستان عورت کا مجسمہ کہلانے کے لائق ہے۔ مگر ایک جگہ یہ منجمد کردار بھی منتشر ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ جب رانو خود اپنی اولاد کو جسم فروشی کی دلدل میں اترنے کا راستہ دکھاتی ہے۔

ڈاکٹر عزیر احمد کی کتاب

ابن کنول بحیثیت افسانہ نگار

اب Amazon.in پر دستیاب ہے۔

قیمت صرف 65 روپے (ڈاک خرچ مفت)

خواہش مند حضرات امیزون کی ویب سائٹ یا ایپ پر جا کر

Ibne kanwal لکھ کر تلاش کریں۔